Epistemology: Vol.7, Issue 8 Dec 2020

OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
www.epistemology.pk

مسئلہ قادیانیت: برصغیر کے علماء کی دعوتی حکمت عملی (1884تا1908)

QADYANIAT ISSUE AND PREACHING POLICY OF SUBCONTINENT MUSLIM SCHOLARS (1884 TO 1908)

Dr. Muhammad Irfan
Assistant Professor, Dept. of Islamic Studies, Govt. Islamia P/G. College, Chiniot.

Abstract: The conclusiveness and inevitability of Prophet Hood of Muhammad as a last, has been remained for the last fourteen hundred years and more foundation stone of the Muslims faith. Many people have presented themselves as envoys of God, but the veracity of their claim has always been rejected and overruled by the main stream of Muslims due to acceptance of general interpretation of Islam. Mirza Ghulam Ahmad headed and presented a religion as a new version of Islam from deviating the mainstream conception and interpretation of Islam. From the emergence of his religion Islamic scholars are continuously countering his prophet hood claim. Before the self-claim of prophet hood Mirza announced himself as Mujadad, Mohadas, Molham Min- Allah, Muslah, Masee Maood , Zile- Nabi , Barozi Nabi only in order to attract the Simple Muslim folks ,towards him. He visited many regions of Subcontinent for disseminating his message. He managed many debates and discussions with Muslims scholars. Mirza claimed his self-styled prophet hood in the very beginning of Twentieth century. The purpose of this article is to reveal the strategies of Muslim scholars of subcontinent without sectarian discrimination, how they revealed the true nature of Islam and defended the true faith of masses in the wake of Qadyani religion.

Keywords: Qadayaniat issues, Preaching Policy

انیسویں صدی عیسوی میں مسلم ممالک میں ذہنی بے چینی اور اندرونی انتشار اپنے عروج کو پہنچ چکا تھا۔ برصغیر پاک وہند اس کشمکش کا خاص میدان بنا ہوا تھا۔ مسلمانان برصغیر کو 1857 کی جنگ آزادی کی المناک شکست کے بعد شدید معاشی، سیاسی، تہذیبی اور ثقافتی بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ خود مسلمانوں کا باہمی اختلاف تشویشناک صورت اختیار کر گیا تھا۔ ہر فرقہ دوسرے فرقے کی تردید میں سرگرم تھا۔ سارے ہندوستان میں ایک مذہبی خانہ جنگی کی فضا تھی۔ خام صوفیوں اور چالاک دین فروشوں نے شریعت وطریقت کو بازیچہ اطفال بنا رکھا تھا۔ جابجا لوگ الہام وکرامات کا دعوی کرتے پھرتے تھے جو شخص عوام میں یہ جنس جتنی زیادہ پیش کرتا تھا اتنا ہی وہ عوام میں مقبول ہوتا اور عقیدت واحترام کا مرکز بنتا۔ کہیں کہیں اس بات کا بھی چرچا تھا کہ تیرھویں صدی کے آخر پر مسیح موعود کا ظہور ہونے والا ہے۔[1]

دوسری طرف برطانوی حکومت نے 1857 کی ناکام جنگ آزادی کے بعد برصغیر کا اقتدار سنبھال لیا اور خطے میں اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لیے اقدامات کا آغاز کیا۔ چنانچہ مقامی آبادی بالخصوص مسلمانوں میں نفاق، انتشار اور شکست خوردہ ذہنیت پیدا کرنے کے لیے ہر ممکن عملی اقدامات اٹھائے گئے۔ ہندوستانی پس منظر کے گہرے مطالعہ کی بنیاد پر ایک حکمت عملی یہ بھی ترتیب دی گئی کہ مذہبی لبادے میں جعلی مذہبی رہنما تیار کیے جائیں جو جہاد کی مخالفت کریں اور سلطنت برطانیہ کے مفادات کا تحفظ کریں۔

انیسویں صدی کے اختتام پر اس منصوبے کی تکمیل کے لیے برطانوی حکومت نے اس وقت کے ایک گمنام وجود مرزا غلام احمد کو دریافت کر لیا جن کا تعلق مشرقی پنجاب کے ایک گاؤں قادیان سے تھا۔ جب مرزا صاحب منظر عام پر آئے تو یہ دور مذہبی مناظرہ اور مقابلہ کا دور تھا۔ عیسائی مشنریز اور پادری برطانوی حکومت کی سرپرستی میں عیسائیت کی تبلیغ اور اسلامی تعلیمات کی تردید میں مصروف تھے۔ دوسری طرف ہندو پنڈت جوشوجذبہ سے دین اسلام کی مخالفت وتردید کر رہے تھے۔ اِن حالات میں جو شخص اسلام کی مدافعت اور دیگر مذاہب کی تردید کی ذمہ داری اٹھاتا وہ مسلمان کی توجہ کا مرکز بن جاتا۔ مرزا صاحب کی دوربین نگاہ نے اس بناء پر اس میدان کو اپنی سرگرمیوں کے لئے منتخب کر لیا۔ انھوں نے ایک بڑی ضخیم کتاب کی تصنیف کا ارادہ کیا جس میں اسلام کی صداقت، قرآنِ کریم کے اعجاز اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو عقلی دلائل سے ثابت کیا جائے گا اور عیسائیت وہندومت کی تحریکوں کی تردید ہوگی۔ انہوں نے اس کا نام "براہین احمدیہ" تجویز کیا۔

مرزا صاحب نے ہندوستان کے اہل علم ودانش سے اس کتاب کے موضوع کے سلسلہ میں خطوکتابت کی اور اُن سے مدد کی اپیل کی۔ اس کتاب کی تالیف واشاعت 1880 سے 1884 تک جاری رہی۔ چوتھے حصہ پر یہ سلسلہ رک گیا۔ پانچواں حصہ جو کتاب کا آخری حصہ ہے 1905ء میں شائع ہوا۔ مرزا صاحب نے اس عرصہ میں کئی دعوے کیے مثلاً مصلح، مجدد، محدث، مسیح موعود، ظلی نبی، بروزی نبی، غیر تشریعی نبی اور آخرکار 1901 میں نبوت کا دعوی کر دیا۔ یہ سب ایک طے شدہ منصوبے کے تحت ہوا۔ جس کا مقصد تاج برطانیہ کے مفادات کا تحفظ تھا۔[2]

مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں مذہب قادیانیت کو فروغ دینے کے لیے اشتہارات، ملفوظات، مکتوبات اور اخبارات کا سہارا لیا۔ انہوں نے قادیانی مربی تیار کرنے کے لیے مدرسہ تعلیم الاسلام قائم کیا۔ انکی وفات [1908] کے بعد حکیم نورالدین بھیروی انکے جانشین مقرر ہوئے۔

امت مسلمہ کی حکمت عملی:۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے سب دعوے بیک وقت نہیں کیے بلکہ سب سے پہلے مناظر اسلام پھر مجدد اور ملہم من اللہ ہونے کے دعوے کیے۔ تدریجاً ظلی، بروزی، مجازی نبی، حقیقی نبی اور صاحب شریعت ہونے کے دعوے کیے۔ مرزا صاحب نے سلسلہ قادیانیت کی اشاعت کے لیے اس دور کے مروجہ اسلوب مناظرہ، مباحثہ، مباہلہ کو اختیار کیا۔ انہوں نے ہندوؤں، عیسائیوں اور علماء ومشائخ کو مباہلہ، مناظرہ اور مباحثہ کی دعوت دی۔ چونکہ قادیانیت کا ظہور برصغیر میں ہوا اس لیے اس دور میں برصغیر کے علماو مشائخ نے بغیر کسی مسلکی امتیاز کے مروجہ اسلوب کے تحت ہی قادیانیت کا محاکمہ کیا۔ اس دور میں جن مشاہیر علماء نے قادیانیت کا شرعی محاکمہ کیا ان میں علمائے لدھیانہ، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناءاللہ امرتسری، مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور پیر مہر علی شاہ ہیں۔[3]

علمائے لدھیانہ اوران کے مساعی

مولانا عبدالقادر لدھیانوی کے صاحبزادگان مولانا محمد لدھیانوی، مولانا عبداللہ لدھیانوی، مولانا عبدالعزیز لدھیانوی نے 1301ھ بمطابق 1884ء میں فتاوی قادریہ کے نام سے ایک جامع فتوی شائع کیا۔ انہوں نے مرزا صاحب کی کتابوں سے خلاف قرآن وسنت عقائد پر مشتمل کفریہ عبارات تیار کیں۔ ان میں سے چند وجوہ کفر درج ذیل ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی حیات و نزول کا انکار، یوسف نجار نامی شخص کو ان کا باپ بتلانا، ان کے معجزات کو شعبدہ بازی اور عمل مسمریزم اور بے سود بتانا، آنحضرت ﷺ سورت زلزال کے معنی نہیں سمجھے، جبرائیل امین کبھی زمین پر نہیں آئے، انبیاء کا جھوٹا ہونا، حضور ﷺ کو ابن مریم، دجال، یاجوج ماجوج، دابتہ الارض کی خبر نہیں دی گئی۔ اپنی کتاب براہین احمدیہ کو خدا کا کلام بتلانا، حضور ﷺ خاتم النبیین والمرسلین نہیں۔ اس طرح کے دیگر بے شمار کفریہ کلمات کی بناپر مرزا قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔[4]

علمائے لدھیانہ کو مناظرہ کا چیلنج

مرزا غلام احمد قادیانی نے 23 مئی 1891ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس نے اشتہارات کے ذریعہ اہل علم کا نام لے کر مخاطب کیا کہ اگر آپ کو میرے دعویٰ پر شک ہے تو مسئلہ حیات و وفات مسیح پر مناظرہ کر لیں۔ ان اشتہاروں میں علمائے لدھیانہ کا نام بھی شامل تھا۔ یہ اشتہار 23 مئی 1891ء میں شائع کیا گیا۔[5]

اس کے جواب میں علمائے لدھیانہ نے کہا کہ ہم چونکہ 1884ء میں آپ کو کافر، مرتد اور انگریز کا جاسوس قرار دے چکے ہیں۔ اس لئے اگر ہمارے ساتھ مناظرہ چاہتے ہو تو بہترین اور مناسب موضوع "کذب و صداقت مرزا غلام احمد" ہے۔ ہم دلائل اور شواہد سے تمہیں کافر ثابت کرتے ہیں اور جواب میں تم ہمارے اس دعوی کی تردید میں خود کو مسلمان ثابت کرو۔ اگر مسلمان ثابت ہو گئے تو بعد میں حیات و وفات مسیح پر بھی مباحثہ ہو سکتا ہے۔ حکیم نورالدین بھیروی نے مرزا صاحب کو مشورہ دیا کہ آپ علمائے لدھیانہ سے مناظرہ کرنے کے بجائے کسی ایسے عالم کے ساتھ مناظرہ کریں جس نے ابھی تک آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ نہ دیا ہو۔ چنانچہ اس کام کے لیے مولانا محمد حسین بٹالوی کو مرزا صاحب نے خود منتخب کر لیا۔[6]

علمائے لدھیانہ کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی کو مباہلہ کا چیلنج

علماء لدھیانہ نے مرزا صاحب کو مباہلہ کا چیلنج بھی دیا۔ مولانا شاہ محمد صاحب لدھیانوی نے کئی بار مرزا صاحب کو مباہلہ کی دعوت دی اور کہتے تھے کہ ہم دونوں مکہ معظمہ چلتے ہیں اور کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر اللہ تعالی سے اس بارے میں فیصلہ مانگتے ہیں جو جھوٹا ہو گا اس پر اللہ تعالی کا غضب نازل ہو گا مگر مرزا صاحب اس پر تیار نہ ہوا۔[7]

مولانا محمد حسین بٹالوی:۔

مولانا محمد حسین بٹالوی بانی قادیانیت مرزا غلام احمد کے ہم مکتب، ہم سبق اور بچپن کے دوست تھے۔ مرزا صاحب نے جب براھین احمدیہ لکھی تو علمائے لدھیانہ نے مرزا صاحب کی کفریہ عبارتوں پر گرفت کی اور اس کے کفر کا فتویٰ جاری کیا جبکہ مولانا بٹالوی مرزا صاحب کی تحریروں پر غور وخوض کرنے کے بعد بالآخر مرزا صاحب کے محاسبہ میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے قادیانیت کی تردید میں جو کام کیا۔ اس کا اجمالی تذکرہ حسب ذیل ہے۔

1۔ مرزا صاحب سے مناظرے و مباحثے کئے

2۔ مرزا صاحب کو مباہلہ کا چیلنج دیا

3۔ 1891ء میں فتوی تکفیر قادیان شائع کیا۔

مباحثہ لدھیانہ:۔

اس مناظرے کا پس منظر یہ ہے کہ مرزا صاحب نے مولانا محمد حسین بٹالویؒ اور بعض دوسرے علماء کو اپنے دعویٰ مسیحیت کے متعلق 23 مئی 1891ء کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔[8] مولانا بٹالوی نے اس چیلنج کے جواب میں مباحثہ کے لیے آمادگی ظاہر کی۔ اس مباحثہ کے دو موضوع تھے۔

1۔ حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام

2۔ مرزا صاحب کا دعویٰ مسیحیت

یہ مناظرہ 20 تا 31 جولائی 1891ء جاری رہا۔ مولانا بٹالوی نے صرف یہ ایک سوال پیش کر رکھا تھا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تمام حدیثیں صحیح ہیں یا نہیں۔ مرزا صاحب ٹال مٹول کرتے تھے اور صاف لفظوں میں اس کا جواب نہیں دیتے تھے۔ آخر جب عام طور پر مشہور ہوا کہ مرزا صاحب اتنے دن سے صرف ایک سوال کا جواب دینے میں لیت ولعل کر رہے ہیں تو ان کا ہر طرف مذاق اڑایا جانے لگا اور بدنامی اور رسوائی نے قادیانیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ مرزا صاحب کے مرید حافظ محمد یوسف نے پیغام بھیجا کہ اس مباحثہ سے آپ کی بدنامی ہو رہی ہے۔ آپ یہ مناظرہ موقوف کر دیں چنانچہ مرزا صاحب مناظرہ ختم کر کے چلے گئے حتیٰ کہ اپنی آخری تحریر کی نقل بھی مولانا بٹالوی کو فراہم نہ کی جو کہ معاہدہ کی صریح خلاف ورزی تھی۔ اس کی نقل نہ دینے اور نتیجہ کے بغیر مناظرہ بند کر دینے سے قادیانی بہت بددل ہوئے۔[9]

مناظرہ لاہور(اگست 1891ء):۔

مرزا صاحب نے مباحثہ لدھیانہ میں ناکامی کے بعد یکم اگست 1891ء کو مولانا بٹالوی کو حیات و ممات مسیح پر مناظرہ کا چیلنج دیااور لاہور میں مناظرہ کرنے کا اعلان کیا۔ مولانا نے جواب میں چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اعلان کیا کہ میں آپ کے ساتھ ہر وقت اور ہر جگہ مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن مرزا صاحب مناظرہ کے لئے نہ آئے۔[10]

1891ء کا فتویٰ تکفیر قادیان:۔

مولانا بٹالوی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں ایک مفصل باحوالہ استفتاء مرتب کیا جس میں ان کی کتابوں سے ان کے عقائد نقل کئے اور اس پر ہندوستان کے تمام مکاتب فکر کے دو صد جلیل القدر اور جید علماء کرام سے تائید اور توثیق ثبت کرواکے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کیا۔ مولانا بٹالوی نے مرزا صاحب کے درج ذیل عقائد کو موضوع بحث بنایا۔

1۔ ملائکہ ستاروں کی ارواح ہیں وہ ستاروں کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں لہذا وہ ان ستاروں سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔

2۔ جبرائیل جس کا سورج سے تعلق ہے۔ وہ بذات خود اور حقیقی طور پر زمین پر نہیں اترتا اور جو صورت جبرئیل وغیرہ فرشتوں کی انبیاء دیکھتے تھے وہ جبرئیل وغیرہ کی عکسی تصویر تھی جو انبیاء کے خیال میں متمثل ہو جاتی تھیں جیسے آئینہ دیکھنے والے کی صورت متمثل ہو جاتی ہے۔

3۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے نجوم کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔

4۔ آپ(مرزا صاحب) کو اور حضرت مسیح ابن مریم کو استعارہ کے طور پر ابن اللہ کہہ سکتے ہیں۔

5۔ آپ ایک معنی سے نبی ہیں۔ کیونکہ آپ محدث ہیں۔ جن سے خدا تعالیٰ باتیں کرتا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔

6۔ آنے والے مسیح بن مریم کی بشارت حدیثوں میں وارد ہے اور اہل اسلام کو جن کا انتظار تھا، وہ آپ(مرزا قادیانی) ہی ہیں نہ کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی کیونکہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا۔ بعد اس کے وہ فوت ہو کر بہشت میں داخل ہو گیا۔ لہذا اب وہ دنیا میں نہیں آسکتا۔

7۔آنے والے مسیح کی جو صفات احادیث میں وارد ہیں کہ وہ ابن مریم ہو گا، وہ دمشق کے منارہ مشرقی کے پاس نزول کرے گا اور دجال کو ہلاک کرے گا۔ صلیب توڑے گا وغیرہ وغیرہ صحیح نہیں۔ جن احادیث میں ان کا ذکر ہے وہ موضوع ہیں۔

8۔حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ وہ زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے اور اب تک وہاں زندہ موجود ہیں ،احمقانہ اور مشرکانہ ہیں۔

۹۔حضرت عیسی علیہ السلام کا اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر جانا قانون قدرت کے خلاف ہے۔

۱۰۔صحیحین کی احادیث سب کی سب صحیح نہیں بلکہ ان میں غیر صحیح اور موضوع بھی ہیں۔ نیز آپ اپنے کشف اور الہام کے ذریعے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث کو موضوع ٹھہرا سکتے ہیں۔

مولانا بٹالوی کی اس عملی کاوش نے پورے ہندوستان کے علماء کی توجہ حاصل کی۔اس فتوی کو مزید موثر بنانے کے لئے علمائے ہند نے اس پر تائیدی نوٹ لکھے،اس فتوی پر تمام مسالک کے علماء کرام کے دستخط ہیں۔[11]

دعوت مباہلہ:۔

مرزا صاحب نے 15 دسمبر 1892ء کو میاں نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا محمد حسین بٹالوی اور ان تمام علماء کرام کو دعوت مباہلہ دی جن کے نزدیک وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔[12] مولانا بٹالوی نے فوراً اس دعوت کو قبول کر لیا اور مرزا صاحب کو پیغام لکھ دیا کہ وہ جس جگہ مباہلہ کرنا چاہیں انہیں کوئی عذر نہیں لیکن مرزا صاحب حسب معمول مباہلہ کے لئے نہ آئے[13]

تفسیر نویسی کا چیلنج:۔

مرزا صاحب نے 30 مارچ 1893ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا کہ محمد حسین بٹالوی میرے مقابلہ میں عربی میں تفسیر قرآن لکھے۔ مقابلہ کی شرائط یہ ہیں۔ وہ تفسیر کم از کم 80 آیات کی ہو۔ فصیح و بلیغ عربی زبان اور مقفی عبارت میں ہو۔ دس جزو سے کم نہ ہو۔ وہ معارف جدیدہ اور لطائف غریبہ ہوں جو کسی دوسری کتاب میں نہ پائے جائیں اور باہیں ہمہ اصل قرآن کے مخالف نہ ہوں۔ حضور علیہا السلام کی مدح میں عربی نظم کتاب کے آخر میں لکھی جائے جس کے سو(100) اشعار ہوں اور ان اشعار کی بحر بھی اسی جلسہ میں تجویز کی جائے۔ فریقین کو اس کام کے لئے چالیس دن کی مہلت دی جائے۔[14]

اگر مولانا بٹالوی ان شرطوں کو منظور نہ کریں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس لعنتیں نازل ہوں۔ مولانا بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ 15ص189تاص191 میں مرزا صاحب کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے لکھا کہ مرزا صاحب کی یہ درخواست کوئی نیا چیلنج نہیں ہے وہ اپنی کتاب آسمانی فیصلہ میں پہلے بھی چیلنج دے چکے ہیں اور میں اس کا جواب رسالہ اشاعۃ السنہ جلد14ص27پر دے چکا ہوں۔ آپ جس جگہ تفسیر نویسی کے لیے بلائیں میں حاضر ہوں لیکن مناسب یہ ہے کہ آپ نے اپنی کتابوں فتح اسلام، توضیح مرام، ازالہ اوہام اور آئینہ کمالات اسلام میں جو اسرار و معارف اور حقائق قرآن بیان کیے ہیں میں حاضرین کے سامنے ان کو بیان کرکے آپ کا کفر ثابت کروں گا اگر نہ کر سکوں تو پھر کہنا۔ مرزا صاحب حسب معمول اس سے بھی بھاگ گئے۔[15]

مولانا ثناء اللہ امرتسری:۔

مولانا ثناء اللہ برصغیر کی عظیم شخصیت تھے، فن مناظرہ کے امام، خوش بیان مقرر، متعدد کتب کے مصنف تھے۔ مسلکاً اہل حدیث تھے اور اخبار اہل حدیث کے ایڈیٹر تھے۔ بیک وقت مفسر قرآن، محدث و مورخ، صحافی و ادیب، خطیب اور مصنف تھے مگر آپ کی شہرت مناظر اسلام کے طور پر پھیلی ہوئی تھی۔

مولانا ندوۃ العلماء کے رکن بھی ہے بلکہ ان کے بقول ندوہ کان پور میں اُن کی دستار بندی ہی کے جلسہ میں پیدا ہوا۔[16] اس دور میں جن شخصیات نے قادیانیت کا علمی محاکمہ کیا اُن میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کا نام سرفہرست ہے۔ آپ نے قادیانیت کے محاکمہ کے لئے جتنے مناظرے کئے یا تحریری لٹریچر شائع کیا پورے ہندوستان میں اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی تھی۔ قادیانیت سے متعلق ان کے رسائل کی تعداد 34 ہے۔ ان رسائل کے نام یہ ہیں۔

1-	ا لہا ما ت مر ز ا	2-	ہفو ا ت مر زا
3-	صحیفہ محبو بیہ	4-	فا تح قا د یا ن
5-	فتح ر با نی (د ر مبا حثہ قا د یا نی)	6-	عقا ئد مر ز ا
7-	مر قع قا د یا نی	8-	چیستا ن مر ز ا
9-	ز ا ر قا د یا ن	10-	فسخ نکا ح مر ز ا ئیاں
11-	نکا ح مر زا	12-	تا ر یخ مر ز ا

31-	شاہ انگلستان اور مرزائے قادیان	1 4-	مبا حثہ د
51-	شہادات مرزا	1 6-	نکات مرزا
71-	ہندوستان کے دوریفارمر	1 8-	محمد قادیانی
91-	قادیانی حلف کی حقیقت	2 0-	تعلیمات مرزا
12-	فیصلہ مرزا	2 2-	تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار
32-	علم کلام مرزا	2 4-	عجائبات مرزا
52-	نا قابل مصنف مرزا	2 6-	بہاء اللہ اور مرزا
72-	ثنائی پاکٹ بک (متعلقہ حصہ)	2 8-	ا ا . ط ـ ـ ل مرزا
92-	تحفہ احمد	3 0-	مکالمہ احمد
13-	بطش قدیر بر قادیانی تفسیر	3 2-	ا ـ ـ ـ ھ ر ام اور مرزا
33-	محمود مصلح موعود	3 4-	آفتۃ اللہ[17]

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں تحریر کیا جاچکا ہے کہ مولانا امرتسریؒ نے تحریک قادیانیت اور اس کے امام مرزا غلام احمد قادیانی کی تحاریر و تقاریر کا عقلی و نقلی محاکمہ کرتے ہوئے 34 کتب ورسائل تحریر کئے تو مرزا صاحب نے تنگ آکر 15 اپریل 1907ء کو **"مولوی ثناءاللہ کے ساتھ آخری فیصلہ"** کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا۔ یہ اشتہار اس وقت کے کئی رسائل و جرائد میں بھی شائع ہوا جس میں مولانا ثناءاللہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا۔

بخدمت ہیں کہ یہ مولوی ثناءاللہ صاحب۔

السلام علی من اتبع الہدی۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری، کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے، میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں حق پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے

بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر ہوتی ہے اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا وہ جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں۔ بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی ہی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں ۔بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک، بصیر و قدیر، جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے، تو اے میرے پیارے مالک، میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناءاللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ان کو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے رو برو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین! میں ان کے ہاتھ بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی ہے۔ وہ مجھے چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت "لاتقف ما لیس لک بہ علم" پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا۔ اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے کہ یہ شخص در حقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی

ہے اس لیے میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناءاللہ میں سچا فیصلہ فرما۔اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔آمین ثم امین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس کہ اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔[18]

مرزا صاحب نے اشتہار بالا میں میں جو دعا کی تھی کہ مرزا صاحب اور مولانا ثناءاللہ میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے۔یہ دعا خدا کی تحریک پر کی گئی تھی اور اس کی مقبولیت کا مرزا صاحبکو الہام بھی ہو گیا۔اس کے بعد جو واقعہ پیش آیا وہ یہ ہے کہ اس اشتہار کی اشاعت کے تیرہ مہینہ بارہ دن بعد ۲۶ مئی 1908ء بمطابق 26ربیع الاخیر 1326ھ کو مرزا صاحباس اشتہار میں نامزد کردہ ایک بیماری ہیضے سے انتقال کر گئے اور مولانا امرتسری نے ان کی وفات کے پورے چالیس سال بعد 15 مارچ 1948ء میں اسی برس کی عمر میں وفات پائی۔[19]

مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولانا ثناءاللہ امرتسری کے علاوہ اس دور میں جن علماء نے مرزا صاحب اور ان کی تحریک کی علمی محاکمہ کیا ان میں مولانا محمد بشیر سہوانی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی سرفہرست ہیں۔[20]

جس دور میں قادیانی تحریک نے جنم لیا اس دور میں بہت سے مشائخ نے اس تحریک کا علمی اور شرعی محاکمہ کیا۔ اس تحریک نے صوبہ پنجاب کے ایک قصبہ قادیان میں جنم لیا اور پنجاب ان دنوں علماء سے کہیں زیادہ مشائخ کا صوبہ تھا۔ مغربی اضلاع کے مسلمان زیادہ تر مشائخ ہی کے گرویدہ تھے اور صوبہ کا بڑا حصہ تعلیمات کے مقابلے میں کرامات کا شیدائی تھا۔مرزا صاحب پڑھے لکھے طبقے کے مقابلے میں ان پڑھ مسلمان کو باآسانی شکار کر سکتے تھے۔کیونکہ انہوں نے الہامات اور پیشنگوئیوں کا ایک سلسلہ لا متناہی شروع کرر کھا تھا۔اکثر مشائخ کرام اور ان کے جانشینوں نے نہ تو اس طرف توجہ کی اور نہ ہی مرزا صاحب کی ان حرکات کا نوٹس لیا۔اس دور میں مشائخ میں سے چند شخصیات نے قادیانیت کی علمی گرفت کرنے کی اہم ذمہ داری ادا کی۔ان میں سے دو اہم ہیں۔

1۔حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلویؒ

2۔حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ

مولانا احمد رضا خاں بریلوی:۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی مسلک کی بانی ور ہنما ہیں۔آپ ایک جید عالم اور کتب کثیرہ کے مصنف ہیں یہ کتب مختلف علوم وفنون پر ان کی دسترس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ان کے علم وفضل اور تبحر علمی کا جید علماء ھند نے اعتراف کیا ہے۔

امام صاحب نے مرزا صاحب اور منکرین ختم نبوت کے رد وابطال میں متعدد فتاویٰ کے علاوہ جو مستقل رسائل تصنیف کئے ان کے نام یہ ہیں۔

1۔جزاء الله عدو بابائہ ختم النبوۃ:یہ رسالہ 1317ء میں تصنیف کیا گیا۔اس میں عقیدہ ختم نبوت پر ایک سو بیس حدیثیں اور منکرین کی تکفیر پر آئمہ کرام کی تیس تصریحات پیش کی گئی ہیں۔

2۔السوء والعقاب علی المسيح الكذاب: یہ رسالہ 1320ء میں اس سوال کے جواب میں تحریر ہوا کہ ایک مسلمان اگر مرزائی ہو جائے تو کیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی۔امام احمد رضا نے دس وجہ سے مرزا غلام احمد کا کفر ثابت کر کے احادیث کے نصوص اور دلائل شرعیہ سے ثابت کیا کہ عورت کا نکاح باطل ہو گیا اور وہ اپنے مرتد شوہر سے فوراً علیحدہ ہو جائے۔

3۔المبين ختم النبين: یہ رسالہ 1326ھ میں اس سوال کے جواب میں تصنیف ہوا کہ خاتم النبین میں لفظ "النبین "جو الف لام ہے وہ استغراق کا ہے یا عہد خارجی کا۔

4۔الجراز الدياني على المرتد القادياني: یہ کتاب محرم 1340ء میں شائع ہوئی یہ ایک استفتا کے جواب میں لکھی گئی اس کتاب کا خاص موضوع رفع ونزول عیسیٰ کا اثبات اور قادیانی دلائل کا رد ہے۔

5۔ قهر الديان على مرتد بقاديان: یہ کتاب 1323ء میں شائع ہوئی۔اس کتاب میں مرزا صاحب کے الہام اور اقوال پر نقد کیا گیا ہے اور حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ مریم کی پاکی وطہارت اور ان کی عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

6۔المعتقد: یہ مولانا شاہ فضل رسول قادری کی عربی کتاب ''المعتمد المستند'' پر عربی حاشیہ ہے جس میں اس دور کے فرقوں کا ذکر کرتے قادیانیوں کا بھی ذکر کیا ہے

پیر مہر علی شاہ گولڑوی:۔

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی بیسوی صدی کے آغاز میں مشائخ پنجاب کے سلسلے کی سب سے بڑی روحانی شخصیت تھے۔آپ 1890ء میں حج کے لئے تشریف لے گئے آپ نے حجاز مقدس میں قیام کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ کے پیرو مرشد حضرت امداد اللہؒ مہاجر مکی نے ایک کشف کی بناپر آپ کو قادیانیت کی سرکوبی کے لئے واپس ہندوستان جانے کا حکم دیا یہ 1307ھ بمطابق 1890ء کا واقعہ ہے اس کے اگلے سال مرزاصاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہونے اور اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کردیا۔آپ کو خواب میں نبی کریمؐ نے حکم دیا کی یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔اسی اثنا میں حضرت گولڑوی کو بحالت مراقبہ حضورﷺ کی زیارت ہوئی دیکھا کہ حضورﷺ آپ سے چار بالشت کے فاصلہ پر تشریف فرماہیں اور مرزا قادیانی فاصلے پر حضورﷺ کی جانب پشت کیے بیٹھا ہے۔[21]

شمس الھدایہ کی تصنیف واشاعت:۔

ان غیبی اشارات کی روشنی میں پیر صاحب اپنے اوراد و وظائف میں سے وقت نکال کر رد قایانیت کی طرف متوجہ ہوئے اور مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کے ابطال کے لئے ایک کتاب لکھی جس کا نام شمس الهدایہ فی اثبات المسیح رکھا اور یہ کتاب 1899ء میں ہندوستان بھر کے عوام وخواص میں مفت تقسیم کی گئی جسے لوگوں نے بے حد پسند کیا۔

حکیم نورالدین کے بارہ سوالات:۔

شمس الہدایہ پڑھ کر حکیم نور الدین نے پیر صاحب کو خط لکھا جس میں بارہ سوالات درج تھے۔پیر صاحب نے ان 12 سوالوں کے مدلل جوابات لکھ کر بھیجے۔[22]

مرزاصاحب کی طرف سے تفسیر نویسی کے مقابلے کا چیلنج:۔

شمس الہدایہ کی اشاعت جب عام ہوئی تو عوام مرزاصاحب سے جواب کا مطالبہ کرنے لگے۔چاہیے تو یہ تھا کہ مرزاصاحب کتاب کا جواب لکھتے اور درج ذیل امور پر پیر صاحب کو دعوت مباحثہ دیتے۔عیسیٰ علیہ السلام کی وفات، مرزا صاحب کا دعویٰ مسیحیت، دعوی مہدویت، ظلی بروزی نبوت، مستقل نبوت۔

لیکن ان موضوعات کے بجائے مرزا صاحب نے محض وقت ضائع کرنے کے لئے پیر صاحب کو عربی میں تفسیر نویسی کا چیلنج کر دیا۔ چیلنج پر مشتمل یہ اشتہار 22 جولائی 1900ء کو جاری کیا گیا۔[23]

اشتہار کا مضمون نہایت گستاخانہ تھا اس اشتہار پر حکیم نور الدین، مولوی احسن امروہی، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی، مولوی محمد علی سمیت قادیانی علماء کے دستخط تھے۔اس اشتہار کے ساتھ ایک ضمیمہ بھی شائع کیا گیا جو ضیاءالاسلام پریس قادیان سے شائع ہوا۔مرزا صاحب کی طرف سے اس مناظرے میں جن علماء کو بطور پارٹی شرکت کی دعوت دی گئی ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

1۔ مولوی محمد لدھیانوی 2۔ مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانوی برادر مولوی محمد لدھیانوی 3۔ مولوی محمد حسین رئیس لدھیانہ 4۔ مولوی مشتاق احمد مدرس لدھیانہ 5۔ مولوی شاہ دین مفتی لدھیانہ 6۔ مولوی معظم دین مرد لہ والا ڈاکخانہ کوٹ مومن ضلع شاہ پور 7۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی معرفت میاں محمد چٹو لاہور 8۔ مولوی غلام حسین سیالکوٹ 9۔ مولوی خلیل احمد ضلع سہان پور 10۔ مولوی شاہ محمد حسین صابری سنبل مراد آباد 11۔ مولوی نذیر احمد خان سابق ڈپٹی کلکٹر سرکار نظام حیدر آباد 12۔ مولوی عبدالقدوس چھاؤنی بنگلور 15۔ مولوی شیخ عبداللہ ساکن چک عمر تحصیل کھاریاں گجرات 16۔ مولوی محمد حسین مفسر ساکن امروہہ محلہ ملانہ ضلع مراد آباد یوپی 17۔ مولوی عبدالغفار مفتی ریاست گوالیار 18۔ مولوی عبداللہ محلہ کھڈہ کراچی 19۔ مولوی احمد حسن مدرس پانواڑی امروہہ ضلع مراد آباد 20۔ مولوی قاسم شاہ سیفی مجتہد لاہور وغیرہ[24]

مرزا صاحب کا یہ اشتہار دعوت جس پر 20 جولائی 1900ء کی تاریخ درج تھی 25 جولائی 1900ء کو گولڑہ شریف میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کو موصول ہوا۔ آپ نے اسی روز اس کا جواب تحریر کرکے اسے راولپنڈی کے ایک اخبار "چودھویں صدی" میں شائع کروادیا۔[25]

علماء کی جانب سے جوابی اشتہار:۔

پیر مہر علی شاہ کے جوابی اشتہار کے علاوہ پنجاب، سرحد اور دوسرے صوبوں کے بعض علماء ومشائخ نے بھی ایک جوابی اشتہار شائع کیا جس میں انھوں نے مرزا صاحب کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے ۲۵ اگست ۱۹۰۰ کو لاہور پہنچنے کا اعلان کیا۔ مرزا صاحب نے تقریری مقابلے سے انکار کر دیا اور تحریری مباحثہ کی تجویز کی۔ پیر صاحب نے تحریری مباحثہ قبول کر

لیا۔ ملک کے طول و عرض سے ہزارہا مسلمان لاہور پہنچ گئے۔ مسلمانان لاہور نے اپنی روایتی مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔ اس موقع پر تمام اسلامی فرقوں کے راہ نما ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے، سنی، اہل حدیث، اہل قرآن کے علاوہ لاہور اور سیالکوٹ کے شیعہ مجتہدین نے بھی قادیانیت کی محاذ پر شاہ صاحب کو اپنا نمائندہ اور سربراہ ہونے کا اعلان کردیا۔[26]

پیر صاحب کے مقابلہ سے مرزا صاحب کا فرار:۔

25 اگست 1900ء کا تاریخی دن جیسے جیسے نزدیک آرہا تھا لوگوں کے جذبات میں تلاطم برپا ہو رہا تھا اور حق و باطل کا یہ معرکہ دیکھنے تمام مسالک کے عوام وخواص کا جوش دیدنی تھا، ہندوستان کے طول و عرض سے لوگ لاہور پہنچے، تمام مسالک کے علماء ایک پلیٹ فارم پر جمع تھے، ہوٹل، مسافر خانے، دینی مدارس اور مساجد لوگوں سے بھر گئیں۔ اہل لاہور نے دل کھول کر باہر سے آنے والوں کو خوش آمدید کہا۔ پیر صاحب 24 اگست کو بذریعہ ریل گاڑی گولڑہ سے روانہ ہوئے، لالہ موسیٰ پہنچ کر آپ نے اپنی آمد کا تار بھیجا۔ جب آپ لاہور پہنچے تو مسلمانوں نے آپ کا زبردست استقبال کیا اور آپ کو برکت علی ہال اور اس کی ملحقہ عمارت میں لے جاکر ٹھہرایا گیا۔[27]

مرزا صاحب کا لاہور آنے سے انکار:۔

مرزا صاحب نے تاریخ مباحثہ سے صرف چار دن پہلے ایک خط پیر صاحب کو پہنچایا کہ انہیں تقریری مباحثہ کی شرط منظور نہیں اگر تفسیر نویسی میں مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو پیر صاحب آجائیں۔ تو اس پر پیر صاحب کی طرف 21 یا 22 اگست کو اخبارات میں یہ اعلان شائع کرایا گیا کہ وہ اپنی شرائط کے مطابق تحریری مباحثہ کے لیے لاہور آرہے ہیں اور اس اعلان کی ایک کاپی رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعہ قادیان بھی بھجوادی۔ پیر صاحب نے اس موقعہ پر یہ فرمایا کہ مرزا صاحب اور میں خالی کاغذ پر قلم رکھ دیتے ہیں جس کے قلم نے خود بخود تفسیر لکھ دی وہ سچا اور دوسرا جھوٹا ہوگا۔ مگر مرزا صاحب نے لاہور آنے سے انکار کرتے ہوئے لکھا۔

"اور میں بہر حال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں اور ایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے تو اس صورت میں لاہور جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے۔[28]

قادیانی جماعت میں انتشار:۔

جب قادیانی جماعت کا آخری وفد، قادیان سے مرزا صاحب کا یہ جواب لے کر ناکام لوٹا تو اس جماعت میں بہت انتشار پیدا ہو گیا۔ بعض نے اسی وقت توبہ کا اعلان کر دیا۔ بعض سخت مایوس ہو کر خانہ نشین ہو گئے۔ لاہور کے اکثر وہ لوگ جو مرزا صاحب کے بہت قریب تھے پیر صاحب کی روزانہ مجالس سے اثر پذیر ہو کر، کم از کم مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کے منکر ہو گئے۔ بعض دیگر حضرات مثلاً بابو الہٰی بخش اکاؤنٹنٹ وغیرہ نے جو قادیانیت کے سرگرم رکن رہ چکے تھے پیر صاحب کے علم و فضل کی تعریف و توصیف میں اور آپ کی خداداد کامیابی و نصرت کے بیان میں اشتہارات اور ٹریکٹ شائع کیے۔[29]

پیر صاحب کو تفسیر نویسی کا ایک اور چیلنج:۔

بادشاہی مسجد لاہور میں آنے سے انکار کرنے کے بعد مرزا صاحب کی جو ذلت و رسوائی ہوئی تھی اس پر پردہ ڈالنے کے لیے مرزا صاحب نے پیر مہر علی شاہ صاحب کو عربی میں سورت فاتحہ کی تفسیر لکھنے کا چیلنج کیا[30] اور اس کی تصنیف وطباعت کے لیے 15 دسمبر 1900ء سے 25 فروری 1901ء تک ستر دنوں کی میعاد مقرر کی۔[31]

سیف چشتیائی:۔

چنانچہ مرزا صاحب نے 15 دسمبر 1900ء کے ستر دن بعد "اعجاز المسیح" کے نام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر شائع کی جب یہ تفسیر عربی دان طبقہ کے ہاتھوں میں پہنچی تو مرزا صاحب کے تفسیری کمالات سب کے سامنے آگئے اور عربی دانی و عربی نویسی کے بلند بانگ کی اصلیت سب پر روشن ہو گئی۔ اس تفسیر کی زبان محاورہ سے محروم، لغوی اور نحوی اغلاط سے مملو اور مسروقہ عبارات سے پر تھی۔ حسب معمول یہ تفسیری کارنامہ بھی محض مفسر کی اپنی ذات کے اشتہار تک ہی محدود تھا۔ علمی انکشاف اور عرفانی اسرار کے نادر نمونہ جات اگر کوئی تھے تو یہ کہ "یوم الدین" مسیح موعود کے زمانہ کا نام ہے اور "الحمدللہ" سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے جو ولہ الحمد فی الاولی والا خرۃ فرمایا ہے تو اس سے دو احمد مراد ہیں احمد اول حضور نبی کریم ﷺ اور احمد دوم مرزا غلام احمد قادیانی۔ حالانکہ مرزا صاحب کی اپنی امت یہ کہہ رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا اسم گرامی احمد نہیں تھا۔[32]

مرزاصاحب کے مرید محمد احسن امروہی نے شمس الھدیہ کے جواب میں "شمس بازغہ" لکھی۔ پیر صاحب نے اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کا محاکمہ کرتے ہوئے سیف چشتیائی تحریر کی جو1902ء میں شائع ہوئی۔

پیر صاحب نے قادیانیت کا اس انداز سے محاکمہ کیا کہ قادیانیت کی تبلیغ کا ہر دروازہ بند ہو گیا۔ قادیانیوں کی آبادی تین کروڑ پنجابی مسلمانوں میں دوڈیڑھ لاکھ سے زیادہ نہ ہو سکی یہ تعداد بھی چالیس پنتالیس سال میں ہو سکی۔ بقول شورش کاشمیری جن لوگوں نے قادیانیت قبول کی وہ اسلام سے نابلد، معاشی ضرورتوں کے تابع اور عقل کے طاعون کا شکار تھے۔[33]

مرزاصاحب نے حسب عادت پیر صاحب کے بارے میں پیش گوئی کی کہ وہ ان کی زندگی ہی میں موت کا شکار ہو جائیں گے۔ مرزاصاحب کی دیگر پیش گوئیوں کی طرح یہ پیش گوئی بھی پوری نہ ہو سکی اور مرزاصاحب 26 مئی 1908ء کولاہور میں وفات پاگئے جبکہ پیر صاحب مرزاصاحب کی وفات کے بعد 15 دن کم 29 سال زندہ رہنے کے بعد 11 مئی 1937ء میں اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔[34]

ان دو عظیم مشائخ کے علاوہ جن مشائخ نے قادیانیت کا علمی و شرعی محاکمہ کیا ان کے نام یہ ہے۔ مولانا حامد رضا بریلوی، مولانا نواب دین ستکوہی، مولانا فقیر محمد جہلمی، قاضی فضل احمد لدھیانوی، مولانا غلام قادر بھیروی مولانا اصغر روحی، خواجہ اللہ بخش تونسوی، خواجہ غلام فرید اور پیر جماعت علی شاہ وغیرہ۔

خلاصہ بحث:۔

1884ء سے 1908ء تک امت مسلمہ کے مختلف مکاتب فکر نے قادیانیت کے متعلق جو دعوتی حکمت عملی اختیار کی اس کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا گیا۔ یہاں طوالت سے بچنے کے لئے ہر مکتب فکر کے صرف مشاہیر علماء کی دعوتی مساعی کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس دور میں قادیانیت کا صرف شرعی اور علمی محاکمہ کیا گیا۔ اس تحریک کا سیاسی محاکمہ اس دور میں ممکن نہ تھا اس کی دو وجوہات تھیں۔

اول: مسلمان ابتداء میں اسے ایک مذہبی تحریک سمجھتے تھے اور بہت سے اہل علم اس تحریک سے مثبت امید رکھے تھے۔

دوم:۔ یہ جماعت حکومت برطانیہ کی منظور نظر تھی جبکہ مسلمانوں سے متعلق برطانوی استعمار کا رویہ نہایت سخت تھا۔

چنانچہ اس دور کے مروجہ اسلوب کو اپناتے ہوئے تمام مکاتب فکر کے جید علماء نے مرزا صاحب سے مباحثے، مناظرے اور مباہلے کئے۔ بانی قادیانیت نے بھی مختلف مکاتب فکر کے علماء کو مخاطب کر کے مباحثوں اور مناظروں کے چیلنج دیئے لیکن وہ کسی ایک مباحثے یا مناظرے یا مباہلے میں بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ اکثر اوقات وہ علماء اسلام کو مناظرے یا مباہلے کا چیلنج کرتے لیکن وقت مقررہ پر مختلف وجوہات بیان کر کے مباہلے اور مناظرے سے انکار کر دیتے۔

اس زمانہ میں علماء نے قادیانیت کا شرعی محاکمہ کرتے ہوئے اور مرزا صاحب کی تحریروں کو مد نظر رکھتے ہوئے اُن کی تکفیر کے فتاویٰ بھی جاری کئے۔ اس سلسلہ میں علمائے لدھیانہ کا فتویٰ تکفیر سب سے پہلے منظر عام پر آیا۔ ان کے بعد مولانا محمد حسین بٹالوی نے تمام مکاتب فکر کی تائید سے 1891 میں متفقہ فتویٰ تکفیر قادیان شائع کیا۔ نیز پیر مہر علی شاہ صاحب نے قادیانیت کا اس انداز سے محاکمہ کیا کہ قادیانیت کی تبلیغ کا ہر دروازہ بند ہو گیا۔ ان کاوشوں سے قادیانی امت کا پھیلاو رک گیا جو مسلمان قادیانی مذہب اختیار کرتا وہ صحیح اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت اور معاشی مسائل کی وجہ سے ایسا کرتا تھا۔

حوالہ جات وحواشی (Refences)

[1] ابوالحسن علی، ندوی، قادیانیت مطالعہ وجائزہ، ص12، مجلس نشریات اسلام، کراچی، س ن

[2] بشیر احمد، تحریک احمدیت یہودی و سامراجی گٹھ جوڑ، ص1،2،

[3] شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت ص43، مطبوعات چٹان میکلوڈ روڈ لاہور، 2003

[4] سعید احمد، جلالپوری، مفتی، فتاوی ختم نبوت، ص26تا47 عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان، 2005۔
عبدالقادر، مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل وارتقاء، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، سیشن 2005۔2007

[5] غلام احمد، قادیانی، مرزا، مجموعہ اشتہارات 1/203-198 طلحہ احمد باجوہ، ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔

[6] ظفر اللہ بیگ، برصغیر پاک وہند میں تحریک ختم نبوت۔ ایک تاریخی و تجزیاتی مطالعہ، ص522، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، 1997

[7] مشتاق احمد، مولانا، تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ ص50،، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ چنیوٹ، 2008۔

[8] غلام احمد قادیانی، مرزا، مجموعہ اشتہارات 193 - 191 /1، طلحہ احمد باجوہ، ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔

[9] رفیق دلاوری، مولانا، رئیس قادیان،414/ 2،عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان طبع اول 2001ء۔نوٹ: مناظرہ لدھیانہ کی مفصل کاروائی رسالہ اشاعۃالسنہ جلد نمبر14 ص114تا ص214 میں درج ہے۔

[10]شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت ص39

[11]محمد حسین بٹالوی، مولانا، پاک وہند کے علمائے اسلام کااولین متفقہ فیصلہ ص87تا 162،دارالسلفیہ،لاہور، 1986 سعیداحمد جلالپوری، مفتی، فتاوی ختم نبوت، ص93تا176

[12]غلام احمد قادیانی، مرزا، مجموعہ اشتہارات 285 - 283/ 1، طلحہ احمد باجوہ، ضیاءالاسلام پریس ربوہ۔

[13]شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت ص39

[14]غلام احمد قادیانی، مرزا، مجموعہ اشتہارات ص280تا283،الشرکہ الاسلامیہ، ربوہ، پاکستان سن نامعلوم۔

[15]مشتاق احمد، مولانا، تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ ص87

[16]سلیمان ندوی، سید، یادرفتگان ص370، مجلس نشریات اسلام کراچی 2003

[17]احتساب قادیانیت 5/8تا6،عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان طبع اول 2003ء

[18]غلام احمد قادیانی، مرزا تبلیغ رسالت 120/10، نظارت اشاعت ضیاءالاسلام پریس ربوہ پاکستان۔

[19] شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت، ص41، ندوی، ابوالحسن علی، ندوی، قادیانیت مطالعہ وجائزہ، ص24

[20]شورش کاشمیری، تحریک نبوت ص40

[21]فیض احمد، مولانا، مہر منیر، ص203، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز(پرائیویٹ)لمیٹڈ لاہور 1973

[22] فیض احمد، مولانا، مہر منیر، ص209 ,208

[23] فیض احمد، مولانا، مہر منیر، ص210

[24] فیض احمد، مولانا، مہر منیر، ص218

[25]ایضا، ص219۔221

[26]فیض احمد، مولانا، مہر منیر، ص230

[27]فیض احمد، مولانا، مہر منیر،، ص231

[28]غلام احمد قادیانی، مرزا، مجموعہ اشتہارات 350/3

[29]فیض احمد، مولانا، مہر منیر، ص232

[30] ایضا، ص244

[31]غلام احمد قادیانی، مرزا، مجموعہ اشتہارات جلد3ص370، 374، 373

[32]غلام احمد قادیانی، مرزا، روحانی خزائن، 129تا144

[33]شورش کاشمیری، تحریک ختم بنوت ص55

[34]ایضاًص54